ہی سے آزادی کا خیال رہے۔ اقتدار کو تسلیم کر لینے سے آزادی ختم ہو جاتی ہے۔

حصولِ علم، حصول کامیابی، حصول اقتدار وغیرہ، ان سب مختلف شکلوں میں ہم اختیار اور حکومت کی پرستش کرتے رہتے ہیں۔ ہم اپنے چھوٹوں پر حکومت چلاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اعلیٰ صاحب اقتدار سے ڈرتے بھی رہتے ہیں۔ جب انسان میں بصیرت نہیں ہوتی تو خارجی اور ظاہری حشمت و منزلت کی زیادہ وقعت اور اہمیت ہو جاتی ہے، اور بالآخر وہ حکومت و اقتدار کے اثر اور دباؤ میں پڑ کر دوسروں کا محض ایک آلہ بن کر رہ جاتا ہے۔ یہ سب ہماری نظروں کے سامنے ہوتا رہتا ہے۔ نازک موقعوں پر جمہوری سلطنتیں بھی، کلی اختیارات، حکومت وقت کے ہاتھ میں دے دیتی ہے اور اپنی جمہوریت کو ترک کر کے باشندوں کو مطیع رہنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اگر ہم اس زبردست خواہش کا اندازہ کر سکیں جو ہمیں یا تو صاحبِ اختیار یا محکوم بننے پر مجبور کرتی ہے تو شاید اقتدار کے مفلوج کن اثرات سے ہم آزاد ہو سکیں۔ ہماری برابر یہی تمنا رہتی ہے کہ ہمیں تیقن ہو اور کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے، ہم صحیح راستہ پر چلیں، کامیاب ہوں، واقف کار بنیں۔ حصولِ یقین اور لازوال ہونے کی آرزو سے ہم اپنے اندرونی تجربہ کی سند کو، اور خارجی امور میں اپنے خاندان، سوسائٹی یا مذہب وغیرہ کے احکام کو مستند کو قرار

دیتے ہیں مگر اسی کے ساتھ سند کو محض نظر انداز کر دینا یا اس کے بیرونی اور ظاہری علامات و لوازمات کو ترک کر دینا بھی کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ایک مرجاد کو چھوڑ کر دوسری مرجاد کو قبول کر لینا، ایک لیڈر کو ترک کر کے دوسرے سرگروہ کی پیروی کرنا، محض ایک ظاہر داری کا شیوہ ہے۔ اگر اقتدار و حکومت کے تمام سلسلوں سے واقف اور آزاد ہو کر ہم اس کی تہ تک پہنچنا چاہتے ہیں اور اگر حصولِ یقین کی تمنا کو بخوبی سمجھ کر اس کی حد سے باہر نکلنا چاہتے ہیں، تو ہمیں وسیع آگہی اور بصیرت کی ضرورت ہو گی، ہمیں انجام میں نہیں بلکہ آغاز میں آزاد رہنا ہو گا۔

نفس کی سرگرمیوں میں تیقن اور تحفظ کی تمنا ایک اہم درجہ رکھتی ہے۔ اس کی مجبور کن تحریک پر ہر دم نگاہ رکھنی ہو گی اور اس کا رُخ زبردستی کسی دوسری طرف کھینچ کھانچ کر موڑ دینے سے کام نہیں چلے گا، نہ اس کی ضرورت ہے کہ کسی مطلوبہ نمونے پر اس کی ساخت کر دی جائے۔ نفس کی خودی اور "ما و من" کے احساس کا اثر ہم میں سے بہتوں کے رگ و ریشہ میں موجود ہے۔ سوتے جاگتے اس میں ہر وقت مستعدی رہتی ہے اور اپنے آپ کو یہ مضبوط بناتا رہتا ہے، لیکن جب ہم اپنے نفس سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور جان لیتے ہیں کہ اس کی سرگرمیاں چاہے کتنی ہی لطیف شکل میں کیوں نہ ہوں، بالآخر خلفشار اور آزار پیدا کرتی ہیں، تب حصول یقین اور ثبات نفس کی آرزو کا خاتمہ ہو جاتا ہے